جُملہ حقوق بحقِّ مرتّب محفوظ ہیں

قرآنی

عُنوانِ انقلاب

751

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۷
ضبط کی ضرورت	۷
اسلامی جماعت میں ضبط	۷
اس ضبط کا مقصد	۸
انقلاب کی طبعی رفتار	۸
صُلح حدیبیہ کا مقام تاریخ اسلام میں	۹
امام ولی اللہ کا فکر	۱۲
سُورۂ فتح کا قیمتی سبق	۱۳
مَوت قبُول کرنے کی منزل	۱۵
قرآن اجماعی جنگ کا قائل ہے	۱۵

کرتے ہیں۔ وہ بڑی سے بڑی مصلحت کے مقابلے میں خیانتیں کرتے ہیں اور اُن سے کوئی پوچھنے والا نہیں[1]۔ اس قسم کی غلطیوں کا خمیازہ مسلمانوں کو صرف اس غلط تفسیر کی وجہ سے بھگتنا پڑا۔ ورنہ ہر ایک مسلمان ایک حاکم کے اوپر ننگی تلوار ہے۔ وہ حاکم کیوں قانون الٰہی کی اطاعت نہیں کرتا؟ اگر وہ اطاعت نہیں کرتا، تو کس بنا پر ہم سے اطاعت کا طلبگار ہوتا ہے؟ یہ طاقت مسلمانوں میں پھر سے پیدا ہو سکتی ہے، اور اس سے اُن کی جماعتی زندگی آسانی کے ساتھ قرآن کے مطابق بن سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شوریٰ کو مستحب[2] بنا کر اسے سیاستِ اسلامی سے نکال ڈالنے والے لوگوں نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔

صحابی سے کون مراد ہیں؟ ایسے ہی صحابی کی وہ تعریف ہے، جو عوام میں مشہور ہو گئی ہے۔ اس سے بھی بہت غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ صحابی کی یہ تعریف کہ اُس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہو، حدیث کی روایتیں جمع کرنے کی خاطر بنائی گئی ہے۔ ورنہ اصل میں سیرت نبوی کے اعتبار سے صحابی وہ ہے جس نے آپ کی معیت لازم پکڑی اور آپ کے ساتھ آخر تک انقلاب میں شریک رہا تکلیفیں اٹھائیں اور اس تحریک کی صداقت کے متعلق پورے یقین کے ساتھ یہ اطمینان کر لیا کہ انسانیت کے لیے اس کے سوا اور کوئی

---

[1] تازہ ترین مثال حکومت ایران کی ہے کہ ۱۹۴۲ء میں اتحادیوں نے روپے کے بل بوتے پر چند گھنٹوں میں سارے ایران پر قبضہ کر لیا (مرتب)

[2] مستحب وہ امر ہے کہ اس پر عمل کریں تو اچھا ہے اور نہ کریں تو کوئی حرج بھی نہیں (مرتب)

پروگرام نہیں[1] ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی تعریف قرآن حکیم ان الفاظ میں کرتا ہے:۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ط
لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝ (انفال ۸ : ۷۴)

(یعنی جو لوگ ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے گھر چھوڑے اور اللہ کی راہ میں لڑے اور جن لوگوں نے انہیں جگہ دی اور اُن کی مدد کی وہی ہیں سچے مسلمان۔ ان کے لیے بخشش ہے اور عزّت کی روزی ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے ساتھیوں کی جنہوں نے آپؐ کی سیرت (حالات زندگی) کے بنانے میں حصّہ لیا، چند صفتیں ہیں:۔

(۱) اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ [کافروں پر سخت]

نبی صلعم کے ساتھی "اشداء علی الکفار" ہیں | ان کی سختی کے دو پہلو ہیں:۔ یہ لوگ مخالفوں سے لڑنے میں بڑے سخت ہیں۔ کہ موت قبول کر کے لڑنے کے لیے جاتے ہیں۔

---

[1] چنانچہ محدث مازری شرح برہان میں رقمطراز ہیں کہ:۔

کنا نعنی بقولنا "الصحابة عدول" کل من رآہ صلعم یوما ما او زارہ لماما" او اجتمع به لغرض وانصرف مکث وانما نعنی به الذین لازموہ و عزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معه اولئك هم المفلحون" منقول از اسوہ صحابہؓ از مولانا محمد سعید انصاری جلد اوّل ص۱۰ بحوالہ فتح المغیث ص۳۷، یعنی جب ہم کہتے ہیں۔ کہ الصحابة عدول (صحابی سب عادل ہیں) تو اس سے ہماری مراد ہر وہ شخص نہیں جس نے آنحضرت صلعم کو کسی روز دیکھ لیا۔ یا کبھی زیارت کر گیا۔ یا کسی کام سے آیا اور فوراً واپس لوٹ گیا، بلکہ ہماری مراد ان بزرگوں سے ہے جنہوں نے آپ کی معیت لازم پکڑی جہاد میں آپ کی مدد کی۔ آپ کی حمایت میں آپ کے دشمنوں سے لڑے اور اُس نور کی پیروی کی جو آپ پر نازل ہوا۔ یہ لوگ ہیں جو حقیقی معنوں میں کامیاب ہوئے (مرتب)

Marfat.com

(۲) جو لوگ اس تحریک کے کھلم کھلا دشمن (کافر) ہیں۔ یہ لوگ اُن کافروں کو انتہائی سزا دینے کے طرفدار ہیں۔ قتل کی ضرورت ہو تو وہ قتل کر دئے جائیں[1] ورنہ جو اس سے کم سزا ضروری ہو وہ دی جائے +

قتل ہمیشہ اسی وقت کیا جائے گا۔ جب انہوں نے قتل کیا ہو۔ یا وہ لڑنے کے لیے تیار ہوئے ہوں۔ ورنہ اُن کی انتہائی سزا یہ ہے کہ اُن کی سیاسی تحریک روک دی جائے اور انہیں سیاست میں حصّہ نہ لینے دیا جائے۔ اُن کی عقلمندی سے جو ارتفاقی اور تمدنی فائدے حاصل ہو سکتے ہیں، اُن سے جماعت کو محروم کرنا مقصود نہیں ہے +

(۲) رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ: [آپس میں رحمدل]

وہ "رحماء بینھم" بھی ہیں | جو لوگ اس تحریک کی تائید میں اُن کے ساتھی ہیں اُن کے لیے اُن کے پاس سوائے رحمت کے اور کچھ نہیں۔ جیسے ماں باپ اپنی اولاد پر رحمت کرتے ہیں، ایسے ہی یہ لوگ اپنے ساتھیوں کے ساتھ رحمت سے پیش آتے ہیں اور اپنے بعد آنے والوں کے لیے بھی رحمت کے دروازے کھولتے ہیں جس شخص کے متعلق امکان نظر آتا ہے، کہ وہ اس تحریک کی تائید کرے گا، اُسے مخالف بننے کا موقعہ نہیں دیتے +

اِن کے جو ساتھی مظلوم اور ضعیف ہیں، اگرچہ یہ انہیں پہچانتے بھی نہیں، مگر اُن پر رحم کرنے کے لیے اپنی تمام عزّت قربان کر دیتے ہیں، جیسے اُنہوں نے حدیبیہ کی صُلح میں کیا۔ یا حضرت فاروق اعظم نے عراق کی زمین فوجیوں میں تقسیم کرنے سے اس بناء پر انکار کر دیا تھا کہ اُن اراضی کا فائدہ بعد میں آنے والی نسلوں کو ملنا چاہیئے +

(ازالۃ الخفاء امام ولی اللہ دہلوی مقصد دوم صفحہ ۱۲۷)

---

[1] جنگ بدر میں جو کافر قیدی گرفتار ہو کر آئے حضرت عمرؓ نے اُن کے متعلق تجویز کیا کہ ہر ایک مسلمان اُن میں سے اپنے اپنے عزیزوں کو قتل کر دے (مرتب)

Marfat.com

فائدہ: یہ ایک طبعی چیز ہے، کہ اگر کسی جماعت میں مخالف جماعت کے خلاف دشمنی کے جذبات پیدا کر دیے جائیں، تو خود اس جماعت کے اندر محبت و رحمت پیدا ہو جاتی ہے، جو جماعت قرآن حکیم کو تمام دینوں پر غالب کرنے کے لیے اُٹھے، اُسے اپنے اندر انتہا درجے کی محبت و رحمت پیدا کرنی چاہیے۔ اور اس آپس کی محبت کے جو تقاضے ہیں وہ پورے کرنے چاہئیں۔ یعنی آپس میں کامل تعاون اور ایک دوسرے کی ضروریات کی کفالت +

(۳) تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا [تو دیکھتا ہے انہیں رکوع میں اور سجدے میں] خدا پرست لوگوں کی اصطلاح میں رکوع اور سجدہ خدا کے سامنے اپنی ذمہ داری کا مظاہرہ ہے +

رکوع کیا ہے؟ رکوع کا مطلب یہ سمجھنا چاہیے۔ کہ ذمہ داری کا جو بوجھ اللہ نے ہم پر ڈالا ہے۔ ہم اُسے برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو جو دل و دماغ دیتا ہے۔ اُسی نسبت سے اُس پر فرض عائد کرتا ہے۔ یہ فرض اُس پر ایک بوجھ ہے۔ جسے وہ رکوع کی شکل میں اُٹھاتا ہے۔ گویا وہ اقرار کرتا ہے۔ کہ میری جو ڈیوٹی مقرر کی گئی ہے۔ میں اُسے خوشی کے ساتھ قبول کرتا ہوں۔ اور اس پر اسی طرح کاربند رہوں گا۔ جیسے ایک حیوان ایک انسان کے آگے اپنا فرض ادا کرتا ہے +

سجدہ کیا ہے؟ سجدہ یہ ہے کہ میں کامل اطاعت کا اعلان کرتا ہوں۔ پہلا سجدہ کر کے اعتراف کرتا ہوں۔ کہ میری جان تیری راہ میں حاضر ہے۔ دوسرے سجدے کے ذریعے سے اس امر کا اعتراف مقصود ہے کہ ہر وہ چیز جس کا تعلق میری جان کے ساتھ ہے۔ مال اولاد ۔۔۔ سب کچھ تیری راہ میں قربان کرتا ہوں۔ یہ تکمیلی درجہ ہے اور اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ[1] (التوبہ ۹: ۱۱۱) کی عملی تفسیر ہے +

[1] بیشک اللہ نے مومنوں کی جان و مال مول لے لیے ہیں +

Marfat.com

جو انسان اپنے فرض کے ادا کرنے سے قاصر رہا، وہ انسانیت سے گر گیا اگر اس نے اپنا فرض پورا ادا کر دیا، تو وہ تعریف کے قابل ہے۔ یہ رکوع کی تکمیل ہے۔ لیکن ایک شخص اس سے بھی آگے بڑھ کر اپنے فرض سے بھی زیادہ کام کرتا ہے۔ وہ جان و مال اور سب کچھ مکمل طور پر اس انقلاب میں جھونک دیتا ہے۔ یہ سجدہ ہے ٭

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا (تو انہیں رکوع اور سجدہ میں دیکھتا ہے)

سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم اور اُن کے ساتھی اپنے کام میں غرق ہیں۔ وہ اس کی تکمیل کے بغیر دم نہیں لیں گے۔ اور اُسے انتہا تک پورا کریں گے۔ وہ اس کی تکمیل پر جان و مال سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں ٭

اسی آمادگی اور عمل کا نتیجہ تھا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری زندگی میں یہ آیت نازل ہوئی کہ:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (۵: ۳)

(میں نے آج تمہارا دین تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی)

بقول امام ولی اللہ دہلویؒ "اتمامِ نعمت" سے مُراد بین الاقوامی حکومت دینا ہے۔ یہ درخت قیامت تک پھل لاتا رہے گا ٭

(ج) يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ [وہ اللہ سے فضل مانگتے ہیں]

فضل کیا ہے؟ اگر وہ محض فرض ادا کرتے، تو وہ اپنا حق پورا پاتے، مگر وہ زیادہ ترقی چاہتے ہیں۔ اس لیے تکمیلی کام بھی کرتے ہیں۔ وہ اس فضل کی وجہ سے قوموں کی دوڑ میں اتنا بڑھ جائیں گے، کہ وہ سب کے امام مان لیے جائیں گے اس لیے اُنہیں

Marfat.com

یہ دُعا سکھائی گئی ہے کہ:-

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ
وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان ۲۵: ۷۴)

(ہمارے بال بچے ایسے ہوں کہ ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوں یعنی اپنے گھر میں جو پروگرام چلانا چاہتے ہیں، وہ انہیں پورا ہوتا نظر آئے جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔ اس کے علاوہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ خدا سے ڈر کر انصاف کرنے والے متقیوں کے امام بنیں)

(د) وَرِضْوَانًا [اور (اللہ کی) رضا)

رضوان سے کیا مراد ہے؟ اللہ کی رضا اُس کی تجلّی میں محویت سے حاصل ہوتی ہے حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ نے انسان کے کمالات کے دو حصّے کر دیئے ہیں

(۱) ارتفاق یعنی دنیا میں آرام سے زندگی بسر کرنے کا ڈھنگ:

(۲) اقتراب یعنی قربِ الٰہی میں ترقی کرنا یا دوسرے لفظوں میں حظیرۃ القدس میں مقام حاصل کرنا +

رِضوان کا تعلق اقتراب سے ہے +

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ انسان کے قلب میں ایک "آئینہ" ہے۔ جس میں اللہ کی تجلّی کا عکس آتا ہے۔ اُس آئینے کو جتنا زیادہ صاف کیا جائے اُتنا ہی یہ عکس زیادہ روشن اور صاف آئے گا۔ اس تجلّی کا جو نزول انسان کے قلب میں ہوتا ہے، اُسے قربِ الٰہی (اقتراب) سمجھنا چاہیے۔ اور تجلّی کا نازل ہونا ہی اللہ کی خوشنودی (رضوان) کی علامت ہے۔ اس کا انجام یہ ہوتا ہے، کہ انسان اس دنیا میں رہتا ہوا ملاءِ اعلےٰ کے ساتھ تعلق قائم کر لیتا ہے۔ اور وہ اللہ کی

Marfat.com

شانوں کا ہر وقت احساس کرتا رہتا ہے اور جامد نہیں ہو جاتا۔ صالح انقلابی ذہنیت کا یہی نتیجہ ہونا چاہیے۔ ایسا انقلابی مرنے کے بعد حظیرہ القدس میں جگہ پاتا ہے۔

اللہ کا فضل انسان کی ارتفاقی زندگی کا انتہائی درجہ ہے۔

اللہ کا رضوان انسان کی اقترابی زندگی یعنی اللہ کا قرب اور نزدیکی حاصل کرنے کا آخری درجہ ہے۔[1]

بنی اکرم صلعم کی جماعت کی خوبی

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (محمد رسول اللہ اور اُن کے ساتھی) سے جو جماعت پیدا ہوئی ہے۔ اُس کی زندگی ارتفاق اور اقتراب دونوں کے لحاظ سے نمونے کی زندگی ہے۔ اُنہوں نے بین الاقوامی حکومت بھی پیدا کی اور قرب الٰہی کے بھی اُونچے سے اونچے درجوں تک پہنچے۔ اُن کا یہ کارنامہ قیامت تک کے انقلابیوں کے لیے اعلیٰ درجے کا نمونہ ثابت ہوگا۔ بیچ میں اس نمونے پر اور

---

[1] ارتفاق کا مادہ رفق ہے جس میں نرمی کے معنی پائے جاتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ کشش ثقل (Gravity) اور کشش اتصال (Conesion) کی وجہ سے چیزوں کو اُٹھانا اِدھر اُدھر لے جانا یا ان کی شکل بدلنا بہت مشکل ہے۔ ان دونوں قوتوں کو رام کرنے کے لیے قوی تر قوت لگانی پڑتی ہے۔ لیکن قوت کے استعمال سے ہم بہت کام لے سکتے ہیں۔ چنانچہ تھوڑی قوت اور محنت کے استعمال سے ہم زیادہ نتائج حاصل کر سکتے ہیں جیسے برما پریس (Bramah - Press) میں ایک پسٹن (Piston) پر ایک پاؤنڈ وزن ڈال کر دوسرے پسٹن سے جس کی سطح کا رقبہ پہلے سے سو گنا ہو، ایک سو گنا دباؤ پیدا کیا جا سکتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا "فضل" ہے۔ ایسے ہی زراعت میں ایک دانہ بو کر سات سو دانے حاصل کیے جا سکتے ہیں (فضل کے معنی ہیں زیادتی) ارتفاقات کی منزل میں اللہ تعالیٰ کا "فضل" اس شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

رضوان :- اللہ تعالیٰ کی رضا یا خوشنودی کا ظہور ملأ اعلیٰ کے ذریعے سے ہوتا ہے اور اس کے واسطے سے انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی تجلیات قبول کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

نمونے ڈھلتے رہیں گے، لیکن اصل نمونہ یہی ہوگا۔ حضرت امام ولی اللہ دہلویؒ نمونے کے اس اوّلین دَور کو حضرت عثمان کی شہادت پر ختم مانتے ہیں[1] ماورا اس دَور کی تاریخ کے جس اعلیٰ پائے کے وہ شرح کرنے والے ہیں، اُس سے بہتر کوئی دُوسرا عالم نہیں مل سکتا ۔

اس سے پہلی آیت میں بتایا گیا تھا۔ کہ قرآن کا قانون بین الاقوامی درجے پر غالب رہنا چاہیے۔ یہ جماعت اپنے فیصلے سے اس ذمّہ داری کو قبول کرتی ہے ۔ یَبْتَغُوْنَ (چاہتے ہیں) سے یہی مراد ہے، کہ اپنی مرضی اور فیصلے سے "چاہتے ہیں" ۔

(۸) سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط

[اُن کی نشانی ان کے مونہوں پر ہے سجدے کے اثر سے]

سجدے کی روح — قربانی — ان کے اندر داخل ہو چکی ہے۔ اور اس سے وہ اس قدر نڈر ہو چکے ہیں ۔ کہ ان کے چہرے سے ایک نُور اُبلتا ہے وہ ہر ایک مصیبت کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہیں۔ اُنہیں راہِ حق سے کوئی مصیبت ہٹا نہیں سکتی ۔

(۹) ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ

[ان کی تمثیل تورات میں (پہلے ہی) بیان کر دی گئی ہے]

تورات اور انجیل میں اس جماعت کا ذکر | تورات میں اس کا اشارہ مجمل ہے چنانچہ تورات میں ہے کہ میں بنی اسماعیل کو اتنا ہی بڑھاؤں گا۔ جتنا بنی اسحاق کو۔ میں انہیں ایک بڑی قوم بناؤنگا ۔

---

[1] ازالۃ الخفاء مقصدِ اوّل ص۱۲۰ (مرتب)

نیز ایک اور جگہ ہے۔ کہ:۔

"اور خداوند نے مجھ سے کہا:۔ کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں میں اُن کے لیے اُن کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اُس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا۔ وہی وہ اُن سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سُنے گا، تو میں اُن کا حساب اُس سے لوں گا"

(استثناء باب ۱۸ آیات ۱۲ — ۲۰)

(ز) وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَهُ فَاٰزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ

[اور انجیل میں ان کی تمثیل، جیسے کھیتی نے نکالا اپنا پٹھا، پھر اُس کی کمر مضبوط کی۔ پھر وہ موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہو گیا۔ کھیتی والوں کو خوش لگتا ہے

اس سلسلے میں انجیل کے مندرجہ ذیل مقامات لائق توجہ ہیں:۔

انجیل مرقس باب ۴ آیات ۳ — ۹ میں ہے کہ:۔

"سنو۔ دیکھو۔ ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بوتے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ کے کنارے گرا اور پرندوں نے آکر اُسے چُگ لیا۔ اور کچھ پتھریلی زمین پر گرا۔ جہاں اسے بہت مٹی نہ ملی، اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد اُگ آیا۔ اور جب سورج نِکلا تو جل گیا اور جڑ نہ ہونے کے سبب سُوکھ گیا۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گرا۔ اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اُسے دبا لیا اور وہ پھل نہ لایا۔ اور کچھ اچھی زمین پر گرا وہ اُگا اور بڑھ کر پھلا اور کوئی تیس گُنا کوئی ساٹھ گُنا، کوئی سو گُنا پھل لایا"۔

پھل لانے کی مزید کیفیت آگے چل کر آیات ۲۶-۲۷-۲۸ میں اس طرح بیان کی گئی ہیں:-

اور اس نے کہا: خُدا کی بادشاہت ایسی ہے جیسے کوئی آدمی زمین میں بیج ڈالے اور رات کو سوئے اور دن کو جاگے، اور وہ بیج اس طرح اُگے اور بڑھے کہ وہ نہ جانے، زمین آپ سے آپ پھل لاتی ہے، پہلے پتی، پھر بالیں، بعد اس کے بالوں میں تیار دانہ (ح) لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ [تاکہ ان سے کافروں کا جی جلائے]

خُدا نے قوموں کو رسولوں کے ذریعے سے اپنی کتابیں اور ہدایتیں دیں۔ وہ لوگ اس دین کی عزّت کرتے اور اپنی کتاب پر عمل کرتے، تو اُن کی عزّت قائم رہتی اور ان پر کوئی دوسرا حاکم نہ ہوسکتا۔ مگر انہوں نے ان کتابوں کی عزّت نہ کی۔ اور اپنے دین کا احترام قائم نہ رکھا۔ بلکہ اس کی عملاً مخالفت کی۔ یہ کفّار ہیں۔

اب ایک دیندار جماعت پیدا ہوتی ہے۔ جو ان پر غالب آجاتی ہے کفّار اپنے آپ کو بھی دیندار سمجھتے ہیں۔ انہیں غصّہ آتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے دین پر غالب کیوں ہوگئے؟ لیکن حکمتِ الٰہی کا تقاضا ہے۔ کہ یہ باعمل جماعت، جو مرنے پر آمادہ ہے، ان کے ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنے والوں یا نیم دِلی سے اپنے دین کو ماننے والوں پر غالب آجائے۔

ان نام نہاد "دیندار" قوموں کو مغلوب کرنا ایک دن کا کام نہیں ہے یہ انقلاب قیامت تک جاری رہے گا۔

کیا مہاجرین کی پہلی جماعت کے ذریعے ہند، ترکستان اور سوڈان فتح ہوسکتے تھے؟ اس قرآنی تحریک کی ترقی ایسی ہے جیسے کھیتی کا نشوونما پانا۔ یہ چھومنتر کا کام نہیں ہے انقلابی کام ہے۔ یہ طبعی چیز ہے۔ ہو کر رہے گی؛ مگر بعض لوگ جن کی نظر قرآن پر گہری نہیں ہے طبعی رفتار کو دین سے الگ کرتے ہیں۔ لیکن ہم امام ولی اللہ کے واسطے سے پھر اور دِن کو ایک ہی چیز مانتے ہیں۔ یہ تحریک اس کی مثال ہے۔ یعنی جس طرح

Marfat.com

بیج بونے کے بعد کھیتی طبعی رفتار سے ترقی کرتی ہے۔ ایسے ہی یہ قرآنی تحریک طبعی طور پر ترقی کرے گی۔ اور دُنیا پر چھا جائے گی +

یہاں تک حضرتِ نبی اکرم صلعم کی جماعت کے اوصاف بیان کیے گئے ہیں جو اُن کی کامیابی کے کفیل بنے۔ اب ایک کلیئے کے طور پر جامع اصول بیان کیا جاتا ہے +

(ط) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝

[ان میں سے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے۔ اُن سے اللہ نے وعدہ کیا ہے، کہ انہیں معافی ملے گی اور بڑا اجر ملے گا]

یہ نمونے کی جماعت ہے اس انٹرنیشنل تحریک کو چلانے والی جتنی جماعتیں ہیں (اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ) اُن سب سے وعدہ ہے کہ اُن کی غلطیاں معاف کردی جائیں گی۔ بشرطیکہ وہ اس پروگرام پر چلتی رہیں۔ وہ اس تحریک سے بڑے بڑے فائدے حاصل کریں گے۔ اِس دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی +

رسول اللہ کی جماعتی کامیابی جو نمونے کے طور پر قرآن کی عملی زندگی پیش کرتی ہے، وہ اس آخری آیت میں ضبط کردی گئی ہے۔ اس نمونے پر قیامت تک عمل کرنا ہوگا۔ اب قرآن شریف کو کسی اَور نمونے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اور نہ انسانیت کو کِسی اَور کتابِ الٰہی کی حاجت۔ تمام مسلمانوں پر ایسی جماعت کا قائم رکھنا فرض ہے

Marfat.com

سُورۂ فتح کا خلاصہ

اور

سُورۂ حجرات کے ساتھ ربط

سُورۂ فتح کا خلاصہ | سورۂ فتح میں قرآن حکیم کے عظیم الشان نصب العین کا اعلان کیا گیا ہے۔ جس کا منشا یہ ہے، کہ قرآن حکیم کا قانون تمام دوسرے قانونوں پر غالب رہنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ یہ نصب العین قرآن حکیم کے بین الاقوامی غلبے کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اِس لیے اِس سورت میں آنے والی بین الاقوامی جنگوں کی طرف بھی صاف الفاظ میں اشارہ کر دیا گیا ہے۔ پھر اس سے بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ قومی انقلاب کی تکمیل کے بغیر کوئی بین الاقوامی انقلاب سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ اور قومی اور بین الاقوامی انقلابوں کے لیے نہایت اعلیٰ درجے کے ضبط کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس سُورت میں ..... اس قسم کے ضبط کی حد یہ بیان کی گئی ہے، کہ جو شخص قرآن حکیم کی انقلابی جماعت میں شامل ہو کر اس کے کسی حکم کے ماننے سے انکار کر دے اُسے سخت سے سخت سزا دی جا سکتی ہے۔ یہاں تک کہ آخری حالت میں موت کی سزا بھی مل سکتی ہے۔ پھر اس قانون کے ماننے والوں کی حالت بھی یہ بیان کر دی ہے کہ وہ اُن لوگوں پر بڑی سے بڑی سختی کرنے کو تیار ہیں، جو اس قانون کو تسلیم کرنے سے انکار کر کے

Marfat.com

علانیہ مَیدانِ جنگ میں اتر آئیں ۔

اس قسم کی نئی جماعت فاتح ہو کر پُرانے رجعت پسندی کے دَور کو ختم کر دینا چاہیے تو اُس کے لیے ضروری ہوتا ہے، کہ وہ سوسائٹی میں نئی تہذیب کی بنیاد رکھے وہ نئی تہذیب اس نئے نظام کے پُوری طرح مناسب ہوتی ہے۔ جب سوسائٹی اس نئی تہذیب میں پرورش پانے کی عادی ہو جاتی ہے، تو اُسے نئے نظام پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اگر فقط حکومت میں تبدیلی پیدا کی جائے اور تہذیب پہلی ہی قائم رکھی جائے۔ تو چند دنوں کے بعد ویسی ہی رجعت پسند جماعت پیدا ہو جاتی ہے اس لیے انقلابی جماعت رجعت پسندی کا دَور ختم کرنے کے لیے عموماً نیا مرکز، نئی بستی بساتی ہے۔ جس میں نئی تہذیب منظم کی جاتی ہے ۔

اسلام کی سیاسی قوت فتح مکّہ کے وقت سے شروع ہوتی ہے۔ اور مکّہ جہاں کا پُرانا مرکز تھا۔ نئی تہذیب کے لیے ایک نئے مرکز کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے واسطے مدینہ طیبّہ میں رہنا آسان کر دیا۔ مدینہ منوّرہ کی حالت شروع میں شہر کی نہ تھی۔ وہ چند بستیوں کا مجمُوعہ تھا، جن میں انصار اور یہود کے قبیلے بستے تھے۔ انہی میں بنی نجار کی بستی تھی۔ جس میں حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم نے مسجد بنائی۔ اور اس مسجد اور بستی کو نئی تہذیب کا منبع بنایا ۔

سورہ حجرات کے ساتھ ربط | اس نئی سوسائٹی کی تہذیب جن قاعدوں پر چلے گی۔ ان کا ذکر سورۂ حجرات میں آتا ہے ۔

جملہ حقوق بحقِ مرتّب محفوظ ہیں

قرآنی

عُنوانِ انقلاب

فہرستِ مضامین

مضمون	صفحہ
مقدمہ	۷
ضبط کی ضرورت	۷
اسلامی جماعت میں ضبط	۷
اس ضبط کا مقصد	۹
انقلاب کی طبعی رفتار	۹
صُلح حدیبیہ کا مقام تاریخ اسلام میں	۹
امام ولی اللہ کا فکر	۱۲
سُورۂ فتح کا قیمتی سبق	۱۳
موت قبول کرنے کی منزل	۱۵
قرآن اجماعی جنگ کا قائل ہے	۱۵